کہ) جو قسمیں میں نے بیان کی ہیں اور جو قاعدہ میں نے مقرر کیا ہے اُس سے خارج حضرت کے کلام سے اگر ایسا کلام ملے گا جو کسی گفتگو سے متعلق یا کسی سوال کے جواب میں یا کسی دوسری غرض کے لیے ہو تو میں اُس کو اُس باب میں داخل کر دوں گا جو سب سے زیادہ اُس (کلام) کے شایان اور سب سے زیادہ اُس (کلام) کی غرض سے مناسب ہوگا۔ اور میں نے جو کلام انتخاب کیا ہے اُس میں بعض فصلیں ایسی بھی ملیں گی کلمات ایسے بھی دکھائی دیں گے جو با خود ہا غیر منتظم ہیں اس لیے کہ میں (محض حضرت کے) عجیب و غریب نکتے اور روشن کلمے نقل کروں گا اور ترتیب (ذکر) و (نظم و) نسق مجھے مقصود نہیں ۔حضرت کے اُن عجائب سے جن میں آپ متفرد ہیں اور جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں یہ ہے کہ حضرت کا وہ کلام جو زہد، مواعظ (امور آخرت کی) یاد دہانی اور (افعال قبیحہ سے) زجر و توبیخ میں وارد ہے جب اُس میں غور و فکر کرنے والا غور کرے اور (خیال) کو اپنے دل سے نکال دے کہ یہ کلام اُس شخص کا ہے جس کی قدر (و منزلت دنیاوی حیثیت سے بھی) عظیم ہے اُس کی حکومت (تمام) جاری ہے اور سلطنت اُس کی کُل (رعایا کی) گردنوں پر محیط ہے تو اس کو اس میں ذرا شک نہ ہوگا کہ یہ ایسے شخص کا کلام ہے جس کے حصہ میں زہد کے سوا کچھ نہیں اور جس کا شغل عبادت کے سوا کوئی نہیں جو کسی گوشۂ تنہائی میں پڑا ہوا یا دامن کوہ میں عزلت گزیں ہے (جہاں) اپنی سانس کے سوا کچھ نہیں سنتا اور اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور (وہ غور کرنے والا) کبھی یہ یقین نہیں کر سکتا کہ یہ کلام اُس کا ہے جو تلوار کھینچے (بحر) جنگ میں ڈوبا ہوا (لوگوں کی گردنیں اُڑاتا اور شہسواران (زمانہ) کو پچھاڑتا ہے اور (پھر) اُس (تلوار) کو لے کر اس طرح پلٹتا ہے کہ اُس سے خون بہتا اور روحیں پھڑکتی ہیں ۔ با این ہمہ وہ

زہد میں ہر زاہد سے بڑھا ہوا اور ہر ولی خدا سے افضل ہے۔ اور یہ (صفت) آپ کے ان فضائل عجیبہ اور خصائص لطیفہ سے ہے جن کے سبب سے آپ نے (گویا) اضداد کو جمع اور متبائن اوصاف کو یکجا کیا۔ چنانچہ میں اکثر اپنے بھائیوں سے اس کا ذکر کرتا اور (اس سے) اُن کو متحیر کرتا رہتا ہوں کیونکہ یہ عبرت پکڑنے اور (نہایت غور و) فکر کرنے کا محل ہے۔ اور (یہ بھی واضح رہے کہ حضرت کے کلام کے) اس انتخاب میں اکثر الفاظ و مطالب مکرر آ گئے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے کلام کی روایتیں بے حد مختلف ہیں پس اکثر ایک روایت کا کلام بعینہ نقل کیا گیا ہے پھر دوسری روایت میں وہ سابق سے مختلف طریقہ پر ملا کہ خواہ اُس میں عبارت زیادہ تھی یا اُس کی عبارت کے الفاظ بہتر تھے لہذا مناسب حال (یہ معلوم) ہوا کہ دوبارہ اس کو لکھا جائے تاکہ اُس کلام کی خوبیاں ظاہر اور اُس کے محاسن واضح ہوں اور (کبھی ایسا بھی ہوا کہ) پہلا کلام نقل کئے مدت ہوگئی پھر بھولے سے یا غلطی سے دوبارہ لکھ گیا نہ قصداً نہ عمداً۔ پھر بھی میں اس کا مدعی نہیں کہ حضرت کے کلام کے ہر پہلو و جوانب کا احاطہ کر لوں گا جس سے کوئی جملہ مجھ سے چھوٹنے یا کوئی فقرہ رہنے نہ پائے بلکہ (میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ) بعید نہیں ہے کہ جو کلام مجھ سے چھوٹ گیا ہے وہ اُس سے زیادہ ہو جو ملا ہے۔ اور جو میرے قبضہ میں آیا ہے وہ کم ہو اُس سے جو خارج ہے۔ کیونکہ میرا فرض صرف محنت اور سعی بلیغ کرنا ہے اور راہ دکھانا اور طریقہ بتانا تو خدا کے متعلق ہے بشرطیکہ (وہ) خدا چاہے (جمع کرنے کے) بعد میری رائے ہوئی کہ اس کتاب کا نام نہج البلاغۃ رکھوں کیونکہ یہ اپنے ناظرین پر بلاغت کے دروازے کھولتی اور اُس کی تحصیل آسان کر دیتی ہے اور اس کی احتیاج ہے ہر اُستاد و شاگرد کو اور یہ مطلوب ہے ہر بلیغ و زاہد کی۔ اور اثنائے کتاب میں

توحید (عدل) (ذات خدا کے) مخلوقات سے بے نظیر ہونے کے متعلق (حضرت کے) عجیب (و غریب) کلام میں جو ہر پیاس کے لیے سیرابی اور ہر شبہہ کے رفع (کا باعث) ہے اور (ان اُمور میں) خدا سے توفیق اور حفاظت چاہتا اور سیدھی راہ دکھانے میں مدد کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور خطائے لسانی کے قبل خطائے قلبی سے اور لغزش قدم سے قبل لغزش کلام سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہی میرے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے ۔

ترجمہ خطبۂ عبرت

جناب جرّار رضوی

مشغول ہوں مَیں حمد میں ربِ قدیر کی
تسکینِ دل ہے عظمتِ منت کبیر کی

بندوں پہ نعمتیں ہیں مکمل کریم کی
رحمت وسیع تر ہے غضب سے رحیم کی

ہر چیز پہ ہے حق کی مشیت کو فوقیت
حجت محیط، فیصلے بر عدل و مصلحت

جملہ فیوض کہتے ہیں تعریف کیجئے
حدِ بشر میں جتنی ہو توصیف کیجئے

جیسے ربوبیت سے تمسک کئے ہوئے
ڈوبے عبودیت میں ہوں دل کو دئے ہوئے

توحید میں رہیں متفرد بنے ہوئے
لغزش سے ہوں بری بھی مکمل تنے ہوئے

جو دھمکیوں سے خوف زدہ حمد میں رہیں
محشر کی کس مپری میں بخشش طلب کریں

جس طرح منقبت میں لگے ہیں یہ لوگ سب
مَیں بھی بعینہٖ یوں ہی ہوں مشغولِ مدحِ رب

معبود ہی سے رشد و مدد کی طلب بھی ہو
ہے رہبری کو دل متمنی، کہ رب کی ہو

وہ مرکزِ تدیّن و عینِ یقین ہے
وہ موجبِ توکّلِ دینِ مبین ہے

ہم ہیں وجودِ رب کے مقر مخلصیں کی طرح
وحدت قبول متقی و مومنیں کی طرح

جیسے قوی عقیدہ پہ بندہ سعید ہے
تسلیم ہم بھی کرتے ہیں، فردِ فرید ہے

معبود وہ کہ ملک میں کوئی نہیں شریک
صنعت گری میں کوئی نہیں دستگیر ٹھیک

برتر ہے مشوروں سے مشیر و وزیر کے
مستغنی ہے معین و نصیر و نظیر سے

ہم سب کی لغزشوں کو بھی قدرت سمجھتی ہے
لیکن ہے چشم پوش کہ پوشیدہ رکھتی ہے

رکھتی ہے تہہ کی چیزوں سے پوری طرح خبر
قدرت کے نظم میں ہے حکومت بھی خوب تر

کرتی ہے عفو کوئی بھی گر سرکشی کرے
گر بندگی کرے تو عوض شکریہ سے دے

مدِنظر ہے فیصلوں میں عدل و منصفی
قدرت ہمیشہ سے ہے، رہے گی ہمیشہ بھی

معبود کی نظیر نہ کوئی بھی چیز تھی
بے مثل ویسی کوئی نہ ہوگی کہیں بھی

ہر شئے سے پہلے نیز وہ ہر شئے کے بعد ہے
عزت سے ہر طرح ہے معزز، وہ سعد ہے

قوت سے ہر طرح متمکن وجود ہے
یعنی قوی وہ پوری طرح بے قیود ہے

مفہوم میں بزرگی علوی معین ہے
یہ وجہ ہو گئی کہ مقدس ترین ہے

زینت ہے برتری بھی کہ فردِ فرید ہے
جس کے سبب سے وہ متکبر وحید ہے

مخلوق کی نہ چشم کوئی دیکھ بھی سکے
ممکن نہیں محیط کسی کی نظر رہے

وہ ہے قوی، مطیع، سمیع و بصیر بھی
تعریف کر رہے ہیں رؤف و رحیم کی

یوں ہے قوی کہ کوئی قوی تر نہیں حضور
یوں ہے مطیع جس کی بلندی پہونچ سے دُور

توصیف کرنے کے متمنی کو عجز ہے
ہوتی ہے منھ میں وصف کنندہ کی گنگ لے

بے حد بھی گر کہیں تو نہ وسعت سمجھ سکیں
معبود کے لیے صفتیں کس قدر کہیں

جو لوگ مدعی ہیں کہ رکھتے ہیں معرفت
تعریف سے حقیقی ہیں گم گشتہ منزلت

نزدیک ہو کے بھی وہ بہت دور سب سے ہے
ہوتے ہوئے بھی دور وہ نزدیک سب کے ہے

قدرت ہی تو وہ ہے کہ جو لبیک کہتی ہے
موجود فرد فرد کی دعوت پہ رہتی ہے

دیتی ہے رزق بلکہ ضرورت سے بھی فزوں
بخشش پہ پھر مَیں مدحتِ قدرت نہ کیوں کروں

لطفِ خفی ہے یعنی مروت چُھپی ہوئی
شوکت قوی کہیں وہی قدرت بنی ہوئی

رحمت وسیع جس کی ہے قدرت وہی تو ہے
تکلیف دہ غضب و عقوبت وہی تو ہے

رحمت ہے جس کی جنتِ دلکش وہی تو ہے
جنت بھی لمبی چوڑی بہت ہی بڑی جو ہے

ہستی وہی ہے جس کی عقوبت بھی سخت ہے
دوزخ وسیع مہلکہ خیز و کرخت ہے

ہستی مری مُصدقِ بعثت میں سرورق
تصدیق مَیں نے کی، ہیں محمدؐ رسولِ حق

معبود کے وہ عبد، نبی جلیل ہیں
صفوت شرف نجیبہ حبیب و خلیل ہیں

وہ بہترین عہد میں مبعوث تھے مگر
سب کی تھی کفر و بے عملی پر گزر بسر

بندوں پہ رحم کر کے ترقی مزید دی
جو مِنّت و کرم سے ہوئی پوری کل کی

یعنی کہ ختم کر کے نبوت حبیبؐ پر
مستحکم و عمیم کی حجت بھی سَر بہ سَر

حضرت نے بھی نہ وعظ و نصیحت میں کی کمی
بھرپور بلکہ پوری طرح جدوجہد کی

مومن کو تھے رؤف، رضی و ذکی سخی
ہمدرد، برگزیدہ، ولی دل پسند بھی

رب تو غفور بھی ہے رحیم و قریب بھی
رب ہی حکیم بھی ہے وہی ہے مجیب بھی

حضرت پہ رب کی رحمت و تسلیم بھی مزید
تعظیم بھی ہے برکت تکریم بھی مزید

موجود جو گروہ ہے سن لے وہ غور سے
میرے ذریعہ وعظ ہے یہ پورے طور سے

دیکھو وصیتیں ہیں یہ ربِ قدیم کی
سنت ہے تم پہ پیش رسولِ کریمؐ کی

تم سب و نیز میرے لیے بھی قبول ہیں
دفتر ہیں موعظت کے نصیحت کے پھول ہیں

تم پر ہے فرض تم میں وہ موجود ڈر رہے
جس سے سکون دل کو میسّر ہو گر رہے

مخفی ہو خوف دل میں کہ جس کے وجود سے
بہہ نکلے سیلِ چشم مسلسل جمود سے

بوسیدگی کے دن سے بھی پہلے ہی کر دے جو
محفوظ مہلکوں سے، تقیہ وہ دل میں ہو

موجود ہو وہ خوف کہ جو خود ہی سوز سے
بے فکر کر دے قلب کو محشر کے روز سے

گر نیکیوں میں وزن ہو، ہلکی رہے بدی
ہو گی نصیب عیش و مسرت کی زندگی

مذکورہ صورتوں کی ضرورت تمہیں کو ہے
رب کے حضور عرض و تملق یونہی تو ہے

ہے تم پہ یہ بھی فرض خشوع و خضوع ہو
شرمندگی و ذلت و توبہ رجوع ہو

موقع ملے کبھی تو غنیمت سمجھ سنور
پہلے مرض کے ہونے سے صحت کی قدر کر

پیری کی پیر ہونے سے پہلے ہو منزلت
دولت کی قدر قبلِ فقیری ہے مصلحت

مشغولیت سے قبل کی فرصت پہ ہو نظر
پہلے سفر کے قدر کی بے شک ہے شئے حَضر

مرنے سے پہلے یہ بھی ضروری ہے عقل سے
ہر شخص زندگی کی حقیقت سمجھ لے

معلوم بھی نہیں کہ ہوئے کتنے ہی ضعیف
کتنے مریض ہو گئے کتنے ہوئے نحیف

جن کی یہ کیفیت ہوئی ہو گی کہ خود طبیب
لکھ لکھ کے نسخے تھکنے لگے ہوں گے بد نصیب

پرہیز جن سے کرنے لگے ہوں گے کل حبیب
عمریں بھی جن کی ہونے لگیں ختم کے قریب

خود عقل و فہم موڑ چکے ہوں گے جن سے منہ
صورت سے لوگ کہہ رہے ہوں گے پٹے تھے منہ

مدقوق جسم ہو گئے کمزور کچھ مزید
ہو گی شروع نزع کی کیفیت شدید

موجود ہوں گے لوگ بھی نزدیک و دور کے
دیدے ٹھہر کے دیکھ رہے ہوں گے گھور کے

ہو گی جبیں پسینہ سے تر ناک کج کشید
گر کچھ سکوں ملے تو فقط چیخ میں شدید

محسوس ہوں گے نفس میں رنج و غم و خطر
بیوی تو روتی پیٹتی ہو گی بہ چشم تر

تربت درست ہو رہی ہو گی وہیں کہیں
بچے یتیم ہو رہے ہوں گے کہیں کہیں

مرغوب ہو گی تفرقہ بندی عزیزوں میں
تقسیم ہو گی ترکہ کی دولت قریبوں میں

میت تو چشم و گوش سے خود ہوگی بے خبر
ہوں گے درست جسم کے حصے بھی کھینچ کر

کپڑے بدن سے دور کریں گے کہیں پہ لوگ
یونہی برہنہ غسل بھی دیں گے وہیں پہ لوگ

دھونے کے بعد خشک کریں گے وہ پونچھ کر
میت کو پھر کفن میں لپیٹیں گے سر بہ سر

پہلے کریں گے ٹھوڈی کی بندش درست سب
دے کر قمیض پگڑی لپیٹیں گے سر پہ تب

تسلیم کر کے بعدہٗ رخصت کریں گے یوں
رکھ دیں گے کوئی تختہ پہ میت کو پرسکوں

ہوں گے کھڑے فریضہ میں تکبیر کہہ کے جب
حق سے بغیر سجدہ سبکدوں ہوں گے سب

معبود کے حضور میں بخشش کی غرض ہے
یوں مغفرت کریں گے طلب جیسے فرض ہے

گھر جو کئے گئے تھے مزین کبھی بہ شوق
مضبوط و سربلند محل قصر جو تھے نوق

بس ہوں گے منتقل وہ چھٹیں گے یہیں سبھی
لے کر چلیں گے پھر تو ملے گی لحد - بنی

کر دیں گے پھر سپرد لحد وہ لئے ہوئے
پہلے سے جو درست ہیں گڑھے کئے ہوئے

ترتیب سنگ وخشت ہی سے دیں گے چھت کی شکل
مٹی سے یوں بھریں گے نہ ہو پھر کسی کو دخل

سمجھیں گے یوں حضوریِ معبود مل گئی
کر دیں گے سہو محو بھی میت کو جلد ہی

ہم مشرت و عزیز و قریب و محبؔ سبھی
کر لیں گے دوسروں سے بہت جلد دوستی

میت غریب بیکسی کے گھر میں قید ہو
بلکہ شکم میں قبر کے لقمہ ہو صید ہو

یہ کیفیت ہے رینگتے ہیں کیڑے جسم پہ
نتھنوں سے بہہ رہی ہے رطوبت بھی سر بہ سر

کرتے ہیں گوشت پوست کو چھلنی جو کیڑے ہیں
بوسیدہ کر کے ہڈیوں کو خون پیتے ہیں

محشر تلک رہے گی یہ صورت تو قبر میں
ہوں گے بوقت صور طلب حشر و نشر میں

وہ وقت ہی یہی کہ ہو قبروں کی جستجو
مخفی خزینے سینوں کے ہوں پیش رُوبرو

ہوں گے طلب رسولؐ بھی صدیق بھی سبھی
محشر میں سب شہید طلب ہوں گے جس گھڑی

رب کی طرف سے، جو کہ خبیر و بصیر ہے
بندوں کے ہوں گے فیصلے وہ وقت گیر ہے

ہر شے سے مطلع ہے ہو چھوٹی بڑی کہیں
وہ ہے ملکِ عظیم تو پیشِ نظر وہیں

پر ہول روزِ حشر کے موقف میں دیدنی
شیون بلند زندگی کش ہوں گے کتنے ہی

کتنی دبی ہوئی ہیں نہ معلوم حسرتیں
پوری وہ ہوں گی ہو کے کھڑی کل صعوبتیں

یعنی کہ ظلم پیشہ وروں سے دبے ہوئے
مظلوم کو ملیں گے جو حق ہیں چھنے ہوئے

ہوں گے گلے گلے جو پسینہ میں غرق سب
وہ وقت بس عجیب ہے پر ہول و پر غضب

ہر سمت سے لیے ہوئے نرغے میں گھیر کر
دوزخ کے ہوں گے شعلے ہی شعلے شدید تر

منہ کی جھڑی ہو دیدہ حسرت سے مستقل
رحمت کے در نہ پھر بھی کھلیں سب رہیں خجل

بے سود ہوں گی چیخیں تو مردود کل دلیل
جب جرم حد کو پہونچے ہوئے ہوں گے سب ذلیل

دفترِ عمل کے رکھے ہوئے ہوں گے سب کھلے
پیشِ نظر جو ہوں گے عمل کل کے کل بُرے

ہو گی نظر کی لغزشوں پر چشم ہی شہید
خود دست ہی کہیں گے کئے ہیں ستم شدید

دیں گے قدم ثبوت چلن تھے غلط سبھی
بولیں گے مخفی جسم کے حصے جو کی بدی

کہہ دے گی جلد جسم کی جو پیش و پس ہوئے
یعنی کہ غیر محرموں سے کیسے مس ہوئے

جب ختم ہو گی حشر میں حجت و بحث سب
گردن میں طوق و دست پہ زنجیر ہے غضب

تکلیف و کرب و شدت و ذلت سے کھینچ کے
لے کر چلیں گے سوئے جہنم گھسیٹتے

دوزخ کے پھر سُپرد کریں گے شریر کو
رکھیں گے یوں ہمیشہ معذب حقیر کو

پینے کو خون و پیپ ہی ملنے کی وجہ سے
معلوم ہو گی جھلسی ہوئی شکل دیکھ کے

گل کر گریں گے چہرے بھی بوسیدہ جسم کے
ہر دم فرشتے پیٹیں گے لوہے کے گرز سے

گرتی رہے گی جلد بدن جل کے روز و شب
بنتی رہے گی جلد نئی دوسری بھی تب

ہر وقت رونے پیٹنے سے بد نصیب کے
منھ پھیرے ہوں گے سب ہی فرشتے قریب کے

یوں ہی غرض کہ مدتوں گزرے گی کیفیت
شرمندگی و چیخ و صعوبت کی کیفیت

فتنوں سے مفسدوں کے تو شر سے شریر کے
مطلوب حفظ ہے ہمیں ربِّ قدیر سے

خوش ہو کے جن سے جیسی کہ مقبولیت ہے دی
کچھ مغفرت کے ہم متمنی ہیں ویسے ہی

ہر مسئلہ میں مطلب و مقصود کی کفیل
ہستی وہی تو ہے جو ہے مطلق ولی جلیل

معبود کی عقوبتوں سے جو بھی بچ گئے
بس یوں سمجھئے نیک چلن سے ہی بچ گئے

پہونچیں گے خلد عزتِ معبود کے سبب
ٹھہریں گے پھر ہمیشہ ہمیشہ وہ روز و شب

مضبوط و سر بلند محل میں رہیں گے لوگ
حوریں ملیں گی خلد کی عشرت کریں گے لوگ

نوکر وہیں پہ ہوں گے جو خدمت کریں گے سب
گردش میں مئے بھی شیشہ و خم بھی رہیں گے سب

ہوں گے مقیم جبکہ مقدس جگہ ملے
کروٹ بدلتے نعمتوں میں ہوں گے کھیلتے

تسنیم و سلسبیل پئیں گے سکون سے
خوشبو بھی گھونٹ گھونٹ میں جس کی بسی رہے

چیزوں کی ملکیت میں رہے گی ہمیشگی
ہو گی سرور و کیف کی حس بھی بہت قوی

مئے نوش پیتے ہوں گے چمن میں ہرے بھرے
رندوں کو دردِ سر نہ تو زحمت کوئی رہے

یہ منزلت ہے لوگوں کی جو رب سے ڈرتے ہیں
جو معصیت سے نفس کی پرہیز کرتے ہیں

جو سرکشیِ نفس کے خطرے میں رہتے ہیں
وہ لوگ جبر و ضبط کی تکلیف سہتے ہیں

وہ منکرینِ حق جو غذر معصیت میں ہیں
ڈوبے فریبِ نفق کی مشغولیت میں ہیں

ہر طرح سے ہیں رب کی عقوبت کے مستحق
بے شک وہی ہیں قہر مشیت کے مستحق

موجودہ کیفیت میں ہے یہ فیصلہ درست
ہے حکمِ معتدل بھی یہی ہر جہت سے چست

قصہ بھی بہترین نصیحت بھی ہے کھری
تنزیل ہے جو ربِ حکیم و حمید ...... کی

جو قلبِ محترم کو رسولؐ رشید کے
پہلے سپرد کر دیئے ہیں جبرئیلؑ نے

وہ مرسلینِ نیک و مکرم جو ہیں سفیر!
ہر دم درود بھیجتے حضرتؐ پہ ہیں کثیر!

بچنے کو شر سے دشمنِ ملعون رجیم کے
ہم ملتجی مدد کے ہیں ربِ علیم سے

معبود تو حکیم و رحیم و کریم ہے
محفوظ شر سے رکھنے میں بیشک عظیم ہے

تم میں جو ہیں تضرع کنندہ وہ سب کے سب
کرتے رہیں تضرع ہمیشہ وہ پیشِ رب

جو لوگ گریہ کن ہیں وہ گریہ کریں شدید
گریہ میں سب سے سب رہیں مشغول کچھ مزید

ہر شخص تم میں جس پہ ہے تنزیلِ فضلِ رب
خود، نیز میرے حق میں کرے مغفرت طلب

معبود کی مرے جو ہے، ہستی بہت جلیل
ہر طرح سے ہے میرے لیے بس وہی کفیل

حضرت علیؑ نے ختم کی تقریر بے بدل
کوزے میں بند جیسے سمندر ہو برمحل

بے شک علیؑ دلیر و جری حق کے شیر ہیں
رستم سے بھی قوی جو ہیں سب زیر زیر ہیں

بے مثل سیف میں تو قلم میں ہیں بے بدل
مخلوقِ رب کی مشکلیں کرتے یہیں ہیں حل

کوشش تو حیثیت سے فزوں ہے حقیر کی
ہے ملتجی قبول ہو خدمت فقیر کی

جزتر ظہورِ حضرتِ حجت کے بعد پھر
خطبہ سنیں گے یونہی رہیں دل سے منتظر

سوانح عمری

مولفِ نہج البلاغہ سید رضیؒ

نام : محمد

کنیت : ابوالحسن

لقب : ''شریف رضی'' اور ''ذوالحسین''

خطاب : نقیب

والد : حسین ابن احمد، جو اہم شخصیت تھے اور منصب نقابت پر فائز تھے۔

والدہ : فاطمہ بند علوی۔ جو بڑی پاکیزہ خاتون تھیں۔ ان کے والد بہت محترم شخص تھے جو ''داعی صغیر'' کے نام سے مشہور تھے۔ شیخ مفید نے اپنی کتاب ''احکام النسا'' اسی خاتون سے انتساب کیا ہے۔

شجرہ : والد کی جانب سے پانچویں پشت میں امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔
سید رضی ابن حسین ابن احمد ابن محمد ابن موسی ابن ابراہیم ابن موسیٰ کاظمؑ
والدہ کی جانب سے چھٹی پشت میں امام زین العابدینؑ سے ملتا ہے

فاطمہ بنت حسین علوی ابن حسن ابن علی ابن حسن ابن علی ابن عمر ابن علی ابن الحسینؑ

چنانچہ سید رضی والد کی جانب سے موسوی اور ماں کی جانب سے حسینی یعنی اولاد امام حسینؑ سے ہیں۔

ولادت : 359 ہجری

مقام : بغداد

وفات : 6 محرم 406 ہجری

عمر : 47 سال

مدفن : حرم امام حسینؑ

برادر : سید مرتضیٰ، چار سال بڑے تھے۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور یہیں دفن ہیں۔ ولادت 335 ہجری میں اور وفات 436 ہجری میں ہوئی۔ یہ بھی شیخ مفید کے شاگرد تھے سید مرتضیٰ بڑے دانش مند، فقی، شاعر، فلسوف اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی کتابیں اور شعری مجموعے جو کئی جلدوں میں مشتمل ہے آج بھی عربی دنیا میں بڑی قدر و منزلت کے حامل ہیں۔ آپ کے کئی شاگرد مشہور ہوئے ہیں جن میں ''شیخ طوسی'' قابل ذکر ہیں۔

تعلیم و تربیت اور اساتذہ:

1۔ مجتہد اعظم شیخ مفیدؒ سے عقائد اور مذہب کی تعلیم حاصل کی۔

2۔ ابوسعید حسین ابن عبد اللہ سے ادبیات کی تعلیم حاصل کی۔

3۔ علی بن عیسی ربعی اور

4۔ عثمان بن جنی سے قرآن اور احادیث کے علاوہ فلسفہ اور ادبیات کی تعلیم حاصل کی۔

5۔ موسیٰ ابن خارزمی،

6۔ ابو اسحاق ابراہیم ابن احمد طبری اور

7۔ ابوعبداللہ مرزبانی سے فقہ، حدیث، تاریخ اور ادبیات پڑھا

8۔ ہارون بن موسیٰ تلعبکری اور

9۔ ابن نباۃ سے بھی استفادہ کیا۔

چناں چہ دس سال کی عمر میں شاعری شروع کی اور ایک عمدہ قصیدہ اپنے والد کو ان کی خدمات کے عوض پیش کیا۔ تقریباً بیس (20) سال کی عمر میں سید رضی کا شمار اکابر علماء میں ہونے لگا۔ اکیس (21) برس میں نقیب خاندان ابو طالبؑ اور امیر امور حجاج بنائے گئے۔ ان کی علمی منزلت سے متاثر ہو کر کئی علماء ان کے شاگرد بن گئے۔

شاگرد:

علامہ امینی نے ''الغدیر'' اور مرزا حسین نوری نے ''مستدرک وسائل'' میں سید رضی کے شاگردوں میں سے چند شاگردوں کے نام دیئے ہیں جو مشاہیر علماء کی صف میں شمار کیے گئے۔

1۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن علی حلوانی

2۔ شیخ جعفر بن محمد درویشی

3۔ احمد بن علی بن قدامہ

4۔ ابو منصور محمد بن ابی نصر

5۔ سید ابو الحسن علی بن بندار

6۔ مفید عبدالرحمٰن بن احمد

حکمرانوں سے تعلق:

سید رضی اپنے علمی، ثقافتی، خاندانی، سیاسی حیثیت کے علاوہ ذاتی اخلاقی اور مذہبی مقام کی بلندی کے حامل تھے چناں چہ بنی عباسی خلیفہ بغداد، بنی فاطمی خلیفہ مصر اور شام کے حکمران ان سے اپنا رابطہ مستحکم رکھتے تھے اور ان کی رہنمائی سے اپنے اختلافی مسائل حل کرتے تھے جب خلیفہ بغداد نے فاطمی خلیفہ مصر کے خلاف دستاویز پر دستخط کرنے کو کہا تو سید رضی نے انکار کر دیا چناں چہ کچھ مدت کے لیے ان کے منصب اور خطاب کو چھین لیا گیا لیکن جلد ہی خلیفہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور پھر منصب اور جاگیر واپس کی گئی۔

حالات زندگی:

سید رضی کی سوانح عمری مفصل طور پر مکمل کتاب کی صورت میں اور اجمالی طور پر کئی کتابوں میں نظر آتی ہے۔

شیخ ذکی مبارک نے ایک پوری کتاب ''عبقریۃ الرضی'' حالات زندگی پر لکھی۔

شیخ محمد رضا کاشف الغطاء نے بھی ایک کامل کتاب سید رضی کی حیات پر تحریر کی۔

علامہ شیخ عبدالحسین حلّی نے سید رضی کی حیات اور تجلیات زندگی کا ذکر اپنی تفسیر کی جلد پنجم میں کیا۔

علامہ ثعالبی نے کتاب ''الیتیمۃ'' میں ابن جوزی نے ''المنتظم'' میں ابن ابی زید نے شرح نہج البلاغہ میں اور باخرزی نے کتاب ''دمیۃ القصر'' میں عمدگی کے ساتھ سید رضی کی حیات، ممات کے ساتھ ساتھ ان کی علمی قدرت، شاعری اور نہج البلاغہ پر گفتگو کی ہے۔

تخلیقات، تصنیفات اور تالیفات

نہج البلاغہ کے انگریزی مترجم جناب سید محمد عسکری جعفری نے آپ کی کتابوں کی تعداد چالیس (40) سے زیادہ بتائی ہے۔ عبدالملک ثعالبی جو آپ کا ہم عصر تھا اُس نے آپ کے شعری مجموعہ کی تعداد (چار) جلد بتائی ہے۔ کچھ کتابیں جو دست بُرد زمانہ سے محفوظ رہ گئیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

1۔ خصائص الائمۃ علیہم السلام - سید رضی نے اس کتاب میں خطبات اور سخنان علیؑ کا ذکر کیا ہے۔ نہج البلاغہ میں بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک مخطوطہ رامپور لائبریری میں امتیاز علی خان عرشی نے دریافت کیا اور کچھ سال پہلے یہ کتاب قم میں شائع ہو چکی ہے۔

2۔ مجازات القرآن

3۔ حقائق التاویل و دقائق التنزیل

4۔ تعلیقہ بر ایضاح ابوعلی فارسی کتاب قواعد عربی اور دستور زبان عربی

5۔ مجازات آثار النبویہ

6۔ تعلیق خلاف الفقہا

7۔ الجید من شعر ابن حجاج

8۔ نامہ ہای علمی۔ مکتوبات با ابو اسحاق صابی (تین جلدوں میں)

9۔ مختار شعر ابی اسحاق صابی (انتخاب شعر صابی)

10۔ الزیادات فی شعر ابی تمام

11۔ زندگی پدر ش

12۔ نہج البلاغہ (جو قرآن مجید کے بعد دوسری اہم کتاب شمار کی جاتی ہے)

نہج البلاغہ کا مختصر جائزہ

1۔ نہج البلاغہ حضرت علیؑ کے خطبات، حکم نامے، خطوط، وصیتوں، دعاؤں اور اقوال ذرین کا مجموعہ ہے۔

2۔ نہج البلاغہ کو سید رضیؒ نے سن (400) ہجری میں تالیف کیا اور اس کا نام رکھا۔

3۔ سید رضی پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کے خطبوں کو نہج البلاغہ کے عنوان سے شائع کیا اگرچہ ان سے پہلے اسّی (80) سے زیادہ کتابوں میں حضرت علیؑ کے خطبات اور خطوط کا سراغ ملتا ہے۔ ہم نے اس کتاب میں جدول کے ذریعہ کتاب اور صاحب کتاب کے متعلقات کا ذکر کیا ہے۔

4۔ سید رضی کے مرتب شدہ نہج البلاغہ میں (249) خطبات، (79) خطوط، حکم نامے وصایا اور دعاؤں کے علاوہ (475) سے زیادہ اقوال زریں مولف کے ایک عمدہ مقدمہ کے ساتھ موجود ہیں۔

5۔ مسعودی جو سید رضی سے تقریباً سو سال قبل انتقال کر چکے تھے اپنی کتاب ''مروج الذہب'' میں حضرت علیؑ کے خطبات جو عوام کی دسترس میں ہیں ان کی تعداد (480) سے زیادہ بتلاتے ہیں۔ یعنی ایک سو سال میں دست بُرد زمانے کی

ستم ظریفی سے آدھے سے زیادہ خطبات تلف ہو چکے تھے۔ اس بات کا ذکر بھی خارج ازمحل نہیں کہ سید رضی نے نہج البلاغہ مرتب کرنے کے چھ سال بعد ہی جوانی میں انتقال کیا اگر کچھ سال اور جیتے تو شاید دوسری کتابوں سے خطبات علیحدہ کر کے تعداد میں اضافہ کرتے۔ (ہوالعلم) سبط بن جوزی ''تذکرہ الخواص'' صفحہ (128) میں لکھتے ہیں کہ سید مرتضٰی برادر سید رضی نے کہا۔ ''چار سو خطبات حضرت علیؑ میرے پاس موجود ہیں۔'' ابن واضح ''مشاکلۃ'' الناس لزمانھم'' صفحہ (15) میں لکھتے ہیں ''لوگ حضرت علیؑ کے خطبوں کو حفظ کر لئے ہیں ان خطبوں کی تعداد (400) سے زیادہ ہے۔''

6۔ جناب علی دوانی ''نگاہ کوتاہ بہ زندگانی پر افتخار سید رضی'' میں لکھتے ہیں۔ آج تک نہج البلاغہ کے (350) سے زیادہ تراجمے اور تفاسیر لکھے جا چکے ہیں اور اکثر یہ عربی میں ہیں ان میں تین شرحیں معروف اور مشہور رہیں۔

1۔شرح نہج البلاغہ قطب الدین راوندی۔ متوفی 573ہجری

2۔شرح نہج البلاغہ کمال الدین ابن میثم بحرانی۔ متوفی 679ہجری

3۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید۔ متوفی 656ہجری

فارسی شرحوں میں شرح نہج البلاغہ سید تقی فیض الاسلام، بخنان علی علیہ السام مرحوم جواد فاضل، اُردو میں مفتی جعفر حسین قبلہ، مولانا ذیشان حیدر قبلہ، مولانا فاضل لکھنوی کے علاوہ انگریزی میں سید محمد عسکری جعفری کے تراجمے اور تفاسیر برصغیر میں مقبول ہوئے۔ آقای منزوی فہرست کتاب خانہ مرحوم مشکوۃ میں لکھتے ہیں کتابیں جو نہج البلاغہ کے ذیل میں لکھی گئیں ان کی تعداد (204) ہے جس میں سے (100) کتابیں سن ایک ہزار ہجری سے قبل کی ہیں۔ (43) کتابیں 1300 ہجری تک اور

61 کتابیں اس بیسوی صدی میں لکھی گئی ہیں۔

7۔ حضرت علیؑ کے خطبات کو جمع کرنے میں ذیل کے کتب خانہ مددگار ثابت ہوئے۔

1۔ ''دارالعلم'' یہ کتاب خانہ سید رضی کے بڑے بھائی سید مرتضٰی علم الہدیٰ کا تھا۔ جس میں اسی ہزار (80,000) کتابیں تھیں۔

(نہج البلاغہ، جلد اول، محمد جعفر امامی صفحہ 16)

2۔ ''بیت الحکم'' جسے ابونصر شاپور وزیر بھاء الدولہ دیلمی نے محلّہ کرخ بغداد میں قائم کیا گیا جس میں دس ہزار سے زیادہ قلمی مخطوطات تھے۔

(نہج البلاغہ، جلد اول محمد جعفر امامی صفحہ 16)

8۔ ذیل کی جدول میں شارحین اور مبصرین کے نام دیئے گئے ہیں۔

جدول

نمبر	نام	وفات	کتاب	مدفن	دور	ملاحظات
1	حارث اعور ہمدانی				اصحاب علیؑ	سب سے پہلے اس کا ذکر کلینی نے ''اصول کافی'' میں کیا اور خطبات کو جمع کیا۔
2	ابو سلیمان زید ابن وہب جہنی	90ھ			اصحاب علیؑ	اس کا ذکر شیخ طوسی نے فہرست میں کیا اور ابو منصور سے راویت کی ہے اسکا ذکر نجاشی نے رجال میں بھی کیا ہے
3	ابراہیم ابن ظہیر فزاری	177ھ	کتاب خطب			
4	ابراہیم بن محمد ثقفی	283ھ	الغارات			
5	ابو اسحاق ابراہیم بن سلیمان		کتاب خطب			شیخ طوسی فہرست اور نجاشی نے رجال میں روایت کی ہے
6	اسماعیل بن مہران	148ھ	کتاب خطب امیر المومنینؑ		صحابی امام رضاؑ	شیخ طوسی فہرست اور نجاشی نے رجال میں روایت کی ہے
7	اصبغ بن نباتہ حنظلی		عہدنامہ ملک اشتر اور وصیت علیؑ محمد بن حنفیہ کو روایت کرتے ہیں		صحابی امام علیؑ	شیخ طوسی فہرست اور نجاشی نے رجال میں روایت کی ہے
8	قاسم بن یحییٰ		آداب امیر المومنین		صحابی امام حسنؑ	شیخ طوسی نے فہرست میں روایت کی ہے
9	ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی	157ھ	خطب علیؑ			شیخ طوسی نے فہرست میں روایت کی ہے/ ابن ندیم نے فہرست میں ذکر کیا ہے۔
10	عبید اللہ بن حُر جعفی				صحابی امام حسنؑ	نجاشی نے رجال میں بخاری سے روایت کی ہے
11	مصعصہ بن صوحان عبدی		عہدنامہ مالک اشتر کی روایت		صحابی امام علیؑ	
12	ابو احمد عبد العزیز جلودی	332ھ	خطبہ علیؑ	الجمل		نجاشی نے رجال میں روایت کی ہے

نمبر	نام	وفات	کتاب	مدفن	دور	ملاحظات
12	ابو احمد عبدالعزیز جلودی	332ھ	خطبہ علی	الجمل		نجاشی نے رجال میں روایت کی ہے
13	حسین بن عبیداللہ بن ابراہیم	411ھ	مواطن امیر المومنین			نجاشی نے رجال میں روایت کی ہے
14	عبدالعظیم بن عبداللہ رضی		خطب امام علی	شہرری	صحابی امام رضاؑ	
15	محمد خالد برقی	274ھ	المحاسن والآداب			نجاشی نے رجال میں روایت کی ہے
16	ہشام بن محمد کلبی	204ھ	''الحلف''		صحابی امام جعفر صادقؑ	سید رضی نے عہد نامہ مالک اشتر کو ان کی کتاب سے نقل کیا ہے
17	ابو الفضل نصر بن مزاحم	202ھ	الصفین، الجروان، خطب علی			ابن ندیم نے روایت کی ہے
18	ابو الخیر بن ابی حماد رازی	214ھ	خطب امیر المومنین		صحابی امام تقی	ذریعۂ میں ذکر موجود ہے
19	ابو روح فرج بن فروہ				صحابی امام جعفر صادقؑ	سید علی طاوس نے لکھا یہ کتاب (200) ہجری کے بعد لکھی گئی، اس کا ذکر ذریعہ میں ہے
20	معدۃ بن صدقہ		خطب امیر المومنین		صحابی امام جعفر صادقؑ	منتھی المقال میں اس کا ذکر ہے
21	ابو الحسن علی بن محمد مدائنی	225ھ	خطب علی			ابن ندیم نے فہرست میں طوسی بھی اپنی فہرست میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔
22	ابوعبداللہ محمد بن عمر	207ھ	کتاب الجمل خطب امام علی	بغداد		سید رضی کے نہج البلاغہ میں اور ذریعہ میں بھی ذکر موجود ہے۔
23	محمد بن صفار اشعری قمی		ارشاد	قم		سفینۃ البحار میں ذکر موجود ہے۔

نمبر	نام	وفات	کتاب	مدفن	دور	ملاحظات
24	ابوبکر محمد بن حسن بصری	321ھ	امالی	بغداد		سفینہ میں ذکر موجود ہے۔
25	ابوالحسن علی بن حسین مسعودی	346ھ	مروج المداہب	مصر		
26	ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی	329ھ	کافی، ایمان وکفر، کتاب حج، کتاب روضہ			
27	محمد بن علی بابویہ قمی	318ھ	معانی الاخبار کتاب توحید	شہرری		
28	حسن بن شعبہ حرانی	چوتھی صدی	تحف العقول			
29	محمد بن جریر طبری	310ھ	تاریخ طبری	بغداد		
30	محمد بن محمد مفید	414ھ	اختصاص، ارشاد	بغداد		آپ سید رضی اور سید مرتضی کے استاد تھے۔
31	احمد ابن واضح یعقوبی	278ھ	تاریخ یعقوبی			
32	عمرو بن بحر جاحظ	255ھ	البیان والبیین	بصرہ		
33	محمد بن عبداللہ ابوجعفر اکافی	240ھ	مناقب امیر المومنین	بغداد		سید رضی نے نہج البلاغہ میں اس کتاب کاذکر کیا ہے
34	احمد بن محمد بن ابوعبید ھروی	401ھ	غریبین، عطاوی			
35	سعید بن یحییٰ اموی	249ھ	مغازی	بغداد		بخاری، مسلم، نسائی، نے روایتیں اخذ کی ہیں کشف الظنون لکھتے ہیں یہ کتاب گیارہویں ہجری تک موجود تھی
36	احمد بن یحییٰ نحوی	291ھ				سید رضی نے ان کی کتابوں کا ذکر کیا ہے
37	قاسم بن سلام ھروی	224ھ	غریب الحدیث	مکہ		سید رضی نے نہج البلاغہ میں ان کا ذکر کیا ہے
38	محمد بن یزید مبرد	285ھ	کتاب المقتضب	بغداد		

نمبر	نام	وفات	کتاب	مدفن	دور	ملاحظات
39	محمود ابو القاسم بلخی	319ھ	انصاف			
40	محمد بن عبد الرحمن رازی		الانصاف	شہری		
41	ابراہیم بن محمد بیہقی	225ھ	محاسن ومساوی		متوکل	متوکل نے شہید کیا
42	عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ	276ھ	ادب الکاتب، امامت و سیاست، عیون الاخبار			
43	ابو عمرو ابن عبد	328ھ	العقد الفرید			
44	حسن بن عبد اللہ عسکری	395ھ	اوائل کلمات			کلینی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔
45	علی بن حسین ابوالفرج اصفہانی	356ھ	اغانی			
46	ابو بکر باقلانی	403ھ	اعجاز القرآن			
47	محمد بن حبیب بغدادی	245ھ			متوکل	المحبر میں اس کا ذکر ہے۔
48	ابو نعیم اصفہانی	430ھ	حلیۃ الاولیا			
49	ابو عبد اللہ نیشاپوری	405ھ	مستدرک			
50	ابو حیان توحیدی		کتاب بصائر			
51	ابو عبد اللہ مرزبانی خراسانی	384ھ	موفق	بغداد		الکنی والالقاب میں اس کا ذکر ہے
52	احمد بن عبد العزیز جوہری		سقیفہ			شیخ طوسی نے فہرست میں اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں ذکر کیا ہے
53	احمد بن محمد بن مسکویہ	421ھ	تجارب الامم	اصفہان		

نمبر	نام	وفات	کتاب	مدفن	دور	ملاحظات
54	ابوجعفر بلاذری	279ھ	انساب الاشراف وفتوح البلدان		متوکل	
55	سلیم بن قیس ہلالی		اصل سلیم معروف		صحابی علی، حسن اور حسین تھے	
56	ابوحنیفہ دینوری	280ھ	اخبار الطوال			
57	ابوالقاسم زجاجی	239ھ	امالی	شام		
58	ابومنصور ثعالبی	429ھ	الاعجاز والایجاز			
59	محمد بن یوسف کندی	350ھ	ولاۃ	مصر		
60	محمد بن جریر بن رستم		رواۃ اہل بیت	طبرستان		نجاشی نے رجال میں ذکر کیا ہے۔
61	عبید اللہ بن احمد انباری		ادعیہ ائمہ			
62	احمد بن ابی رافع کوفی		کشف + تاریخ ائمہ	بغداد		
63	اشم کوفی	314ھ	فتوح			شیخ آقا بزرگ تہرانی نے الذریعہ میں ذکر کیا ہے۔
64	حسین بن سعید اھوازی		کتاب نوادر			نجاشی نے رجال میں ذکر کیا ہے۔
65	ابوسعید آبی	422ھ	نزہتہ الادب فی المحاضرات			حاجی خلیفہ نے کشف الظنون چاپ 1939ء میں اس کا ذکر کیا ہے۔
66	علی بن محمد واسطی		عیون الحکم والمواعظ وذخیرۃ المتعظ والواعظ			
67	محمد بن احمد وشاء	325ھ	ظرف وظرفا			الکنی والالقاب میں اس کا ذکر ہے۔

نمبر	نام	وفات	کتاب	مدفن	دور	ملاحظات
68	قاضی نعمان مصری	363ھ				علامہ مجلسی نے مقدمہ بحار الانوار میں اس کا ذکر کیا ہے
69	علی بن ابراہیم قمی			قم		کلینی نے کافی میں ذکر کیا ہے
70	یزید بن عبد الملک نوفلی	167ھ	تحفۃ الاحباب ومعرفۃ امامہ سید اولی الالباب	مدینہ		اس کا ایک نسخہ موزیم لندن میں موجود ہے
71	ابوجعفر محمد بن حسن طوسی	460ھ	الامالی			
72	سید مرتضی		امالی			
73	ابو حیان علی بن محمد توحیدی	404ھ	البصائر			
74	ابن نباتہ	768ھ	شرح العیون	مصر		
75	محمد بن استرآبادی	1028	منہج المقال			
76	شیخ صدوق	381ھ	کتاب التوحید			
77	علامہ سعد الدین تفتازانی	791ھ	شاہراہ مقاصدہ			
78	ابوحمید عبدل ابن ابی الحدید	655ھ				
79	کمال الدین ابن محمد ابن شافعی	652ھ	مطالب سوال			
80	علاالدین خوشجی	875ھ	شرح التجرید			
81	مفتی شیخ عبدہ	1323ھ	مقدمہ نہج البلاغہ			
82	شیخ مصطفی گالا		ارجا نظھر			
83	استاد عبد الوہاب مصری	1951ء				

سوالات، اعتراضات اور ان کے جوابات

س: کیا نہج البلاغہ سے قبل یہ خطبات، حکمات، خطوط، وصیتیں، دعائیں اور زریں اقوال کسی کتاب میں موجود تھے۔

ج: سید رضی نے نہج البلاغہ کو 400ھ میں مرتب کیا لیکن کم از کم اسی (80) کتابوں میں جو 400ھ سے پہلے تصنیف اور تالیف ہوئیں حضرت علیؑ کے خطبات اور اقوال نظر آتے ہیں۔ (ہماری اس کتاب میں جدول کے ذریعہ ان کی نشاندہی کی گئی ہے)

س: حضرت علیؑ کے دور میں آواز محفوظ کرنے کے آلات نہ تھے۔ کس طرح حضرت علیؑ کے خطبات اور کلمات من و عن محفوظ ہوئے۔

ج: حضرت علیؑ کے دور میں چند صحابی تیز املا لکھنے میں ماہر تھے جو ان خطبات کو بڑی تیزی سے لکھتے تھے۔

1۔ ''اتقان المقال'' صفحہ (192) میں لکھا ہے (ترجمہ) ابن زید بن وہب جہنی جو حضرت علیؑ کے صحابی تھے وہ حضرت علیؑ کے خطبوں کو لکھ کر جمع کرتے تھے چناں چہ انہوں نے انہی خطبوں کی کتاب خطب امیر المومنین کے عنوان سے لکھی۔ یہ خطبے انہوں نے حضرت علیؑ سے نماز جمعہ اور نماز

عیدین کے موقع پر جمع کئے تھے۔

2۔ ابن حارث اعور متوفی 65 ہجری نے بعض خطبات کو تقریر کرتے وقت لکھ کر محفوظ کیا تھا۔

3۔ مسعودی اپنی کتاب ''مروج الذہب'' میں لکھتے ہیں حضرت علیؑ کے چار سو (400) سے زیادہ خطبات لوگوں کو زبانی یاد ہیں۔

4۔ کمیل بن زیاد، نوف بکالی، ضرار بن ضمرہ وغیرہ اصحاب حضرت علیؑ آپ کے خطبوں کو حفظ کرکے لوگوں کو سناتے تھے اور لوگ انہیں کتابت کرکے محفوظ رکھتے تھے۔ چنانچہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب ''تذکرہ الخواص'' میں سید مرتضیٰ کے قول کو نقل کرتے ہیں کہ'' چار سو خطبات کتابوں میں محفوظ ہوئے اور پھر دوسری کتابوں میں منتقل ہوتے رہے اور اس طرح تیسری صدی کے اواخر میں سید رضی نے انہیں ترتیب دے کر نہج البلاغہ کا نام دیا۔

س: سید رضی نے خطبات علیؑ کو کس طرح جمع کیا اور اب وہ کتابیں کہاں ہیں؟

ج: اگرچہ سید رضی نے نہج البلاغہ کے مقدمہ اور اپنی دوسری تصنیفات میں واضح طور پر کہا ہے کہ انہوں نے ان خطبات اور کلمات کو مستند کتابوں اور رسالوں سے اخذ کیا ہے اور ان کے من و عن نہج البلاغہ میں اُسی حالت اور ترتیب سے رکھا ہے جس طرح انہیں دستیاب ہوئے تھے چناں چہ نہج البلاغہ کے قاری کو ان مشکلات کا سامنا آج بھی کرنا پڑتا ہے اور بعض بے ربط جملوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ درمیانی تحریر موجود نہیں اس کے علاوہ بعض مقامات پر تکرار کا بھی گمان ہوتا ہے۔ یہ سید رضی کی امانت

داری اور ایمان داری تھی کہ انہوں نے کلام علیؑ میں اپنی طرف سے کچھ کمی اور زیادتی نہیں کی چناں چہ اس کا ثبوت آج بھی وہ چند پرانی کتابیں ہیں جن میں یہ مطالب بالکل اُسی طرح ہیں جیسے نہج البلاغ میں موجود ہیں۔

سید رضی کے مطالعہ اور جمع آوری کے لیے انہیں کئی بڑے کتاب خانوں تک رسائی تھی۔ ان کے بڑے بھائی سید مرتضیٰ کا عظیم کتاب خانہ ''دارالعلم'' اور بغداد کا مشہور کتاب خانہ ''بیت الحکم'' اور کئی نادر مخطوطات ان کی دسترس میں تھے جن میں غوطہ زن ہو کر سید رضی نے دُر دریائے نجف جمع کیے لیکن ہلاکو کے حملے نے ان کتاب خانوں کو جلا کر خاک کر دیا اور جو کچھ بھی کاغذات بچ گئے تھے ان کو جمع کر کے بھی خواجہ نصیر الدین طوسی نے ہزاروں کتابیں تیار کیں۔ یہی نہیں بلکہ مصر کا شاہی کتاب خانہ جس میں چار لاکھ سے زیادہ کتابیں تھیں صلاح الدین ایوبی کے حملہ کے دوران نیست و نابود ہو گئیں۔ لاکھوں کتابیں ''اندلس'' کے کتب خانہ کی عیسائیوں نے آگ کی نذر کر دیں۔ اور اس طرح اسلامی عربی کتابوں کی بڑی تعداد خاکستر ہو گئی۔

س: کن لوگوں نے نہج البلاغہ کو حضرت علیؑ کا کلام نہیں مانا؟

ج: اگر چہ بہت سے لوگوں نے قرآن مجید کو بھی خدا کا کلام نہیں مانا بلکہ اسے حضرت محمدؐ کا کلام جانا ایسے لوگ کسی عقلی اور منطقی دلیل سے قانع نہیں ہو سکتے چناں چہ کچھ افراد جن کی تعداد انگشت شمار ہے اسے سید رضی اور سید مرتضیٰ کا کلام جانتے ہیں اور سب سے پہلے چھٹی صدی ہجری میں ابن خلکان متوفی 681 ہجری ''وفیات الاعیان'' میں سید مرتضیٰ کے حالات

کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

''لوگ ''نہج البلاغہ'' کے مرتب کرنے والے سے اختلاف کرتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت علیؑ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی اختلاف ہے کہ یہ سید رضی کا کلام ہے یا ان کے بھائی سید مرتضیٰ کا کلام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نہج البلاغہ حضرت علیؑ کا کلام نہیں بلکہ اُسی شخص کا کلام ہے جس نے اُسے جمع کیا ہے۔'' واللہ اعلم

(استناد نہج البلاغہ۔ امتیاز علی عرشی)

یہاں ابن خلکان نے بڑی ہوشیاری اور مکاری سے شک کا بیج بو یا جبکہ اُسی دور کے دوسرے عالموں نے تقریباً چالیس پچاس اُن کتابوں کی نشاندہی کی ہے جس میں حضرت علیؑ کے خطبات اور کلمات انہی کے نام سے منسوب تھے اور جو سید رضی سے پہلے اسلامی کتابوں میں موجود تھے۔ سید رضی سے قبل تقریباً اسی (80) سے زیادہ لوگوں نے خطبات، خطوط اور اقوال علیؑ کا ذکر بڑے شگفتہ طور پر کیا ہے۔ چناں چہ ابن خلکان کا شک خود اس لیے رد ہے کہ یہ خطبات پہلے سے تاریخ اسلام کی زینت بنے ہوئے تھے۔ دوسرے افراد جنہوں نے نہج البلاغہ کو حضرت علیؑ کا کلام ماننے سے انکار کیا اُن کی فہرست یہ ہے:-

ابن اثیر	متوفی 739 ہجری
علامہ ذہبی	متوفی 748 ہجری
صلاح الدین صفدی	متوفی 764 ہجری
علامہ یافعی	متوفی 768 ہجری
ابن العماد	متوفی 808 ہجری

ابن حجر عقسلانی   متوفی 852 ہجری

طہٰ حسین اور ان کے شاگرد:-

بروکلمان آلمانی   متوفی 1956ء

ماہر غالبیات محقق امتیاز علی خان عرشی نے ان افراد کے ادعا کو مہمل قرار دیتے ہوئے اپنی کتاب استنادِ نہج البلاغہ میں مختصر طور پر چھ دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ نہج البلاغہ علمی، عقلی، منطقی، تاریخی، ادبی، ثقافتی اور تحقیقی نظریہ سے سوائے حضرت علیؑ کے کسی اور کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم اختصار کے ساتھ ان نکات کو یہاں بیان کر رہے ہیں۔

1۔ سید رضی نے اپنی دوسری کتابوں میں نہج البلاغہ کا تذکرہ کیا اور نہج البلاغہ میں اپنی دوسری کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

2۔ نہج البلاغہ کے خطبات، حکمات، خطوط اور اقوال کا سبک رضی کے سبک سے جدا ہے یہ بلیغ سبک حضرت علیؑ کا سبک ہے۔

3۔ سید رضی سے پہلے مختلف کتابوں میں یہ خطبات اور کلمات اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ یہ حضرت علیؑ کا کلام ہے۔

4۔ مختلف کتابوں اور رسالوں میں چوتھی صدی سے اب تک نہج البلاغہ مرتبہ سید رضی کے خطبات علیؑ کی سندیں نظر آتی ہیں۔

5۔ شارحین اور مفسرین نے نہج البلاغہ کو سخن علیؑ ہی جان کر آج تک اس کا ترجمہ اور تفسیر کیا ہے۔

6۔ کئی دوسری کتابوں میں کئی روایتوں میں نہج البلاغہ اور سید رضی کو سند کے طور نقل کیا گیا ہے۔

ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ (69) پر لکھتے ہیں:

''میں نے اپنے استاد مصدق بن واسطی اور انہوں نے عبداللہ بن محمد سے روایت کی کہ جب میں نے اُس سے کہا خطبہ شقشقیہ سید رضی کی تحریر ہے تو اُس نے کہا سید رضی کہاں اور یہ خطبہ کا اسلوب کہاں۔ میں رضی کا سبک جانتا ہوں۔ خدا کی قسم میں اس خطبہ کو اُن کتابوں میں دیکھ چکا ہوں جو رضی سے دو سو سال قبل لکھی جا چکی تھیں۔''

س: بعض افراد نے یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ نہج البلاغہ میں فصاحت، بلاغت کے علاوہ صنائع لفظی و معنوی اور کلمات میں سجع کا استعمال ملتا ہے جبکہ یہ بعد کے دور کی پیداوار ہیں؟

ج: یہ بات سچ ہے کہ صدر اسلام کے دور میں قواعد، صنائع اور فصاحت و بلاغت کی کتاب تدوین نہیں ہوئی تھی لیکن یہ تمام اصحاب رسولؐ مانتے تھے کہ حضرت علیؑ کے مانند کوئی فصیح اور بلیغ خطیب بعد از رسولؐ سرزمین عرب پر موجود نہ تھا چنانچہ اس کا ہلکا سا رنگ ان کے کلام میں نظر آتا ہے۔ یہ بات بھی صحیح نہیں کہ فصاحت و بلاغت اور سجع اُس دور میں نہیں تھے۔ اگر قرآن مجید کی تلاوت کریں تو معلوم ہوگا اس میں فصاحت اور بلاغت کے دریا موجزن ہیں۔ اگر سجع کی شگفتگی دیکھنا ہو تو قرآن میں سورہ ''طور، نجم، قمر، الرحمٰن، واقعہ، اور ذاریات'' کی تلاوت کریں۔ اور یہی نہیں بلکہ احادیثِ رسولؐ میں بھی فصاحت، بلاغت اور دیگر صنائع فراوان ملیں گے۔ اسی لیے تو نہج البلاغہ کے بارے میں کہا جاتا ہے۔